قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ فِللّٰہِ الحُجَّۃُ البَالِغَۃُ فَلَوْ شَاءَ لَھَد یٰکم اجمعین O

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہہ دے تو اللہ کی حجت پوری ہے اگر وہ چاہے رہبری کرے تم سب کی

الحمد للّٰہ منة

رسالۂ

الحجۃ البالغہ

تصنیف

حضرت علاّمہ بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی رحمتہ اللہ علیہ

مترجم

(باہتمام)

دارالاشاعت کتب سلف الصالحین

المعروف بہ جمعیۃ مہدویہ۔ دائرہ زمستان پور مشیرآباد حیدرآباد، دکن

۱۳۷۸ھ

التماس

مصدقان حضرت میراں سید محمد جونپوری امام مہدیِ موعود آخر الزماں خلیفۃ الرحمان ختم ولایت محمدی صلعم سے التماس ہے کہ حضرت علامہ میاں شیخ مصطفیٰ گجراتی رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیفات سے قبل ازیں چار رسالے (۱) جواہر التصدیق (۲) مجالس خمسہ (۳) مجموعۂ مکتوب (۴) رسالہ بحث ناسخ ومنسوخ، منجانب دارالاشاعت جمعیۃ مہدویہ شائع کئے جاچکے ہیں، علامہ موصوفؒ کا یہ پانچواں رسالہ ملا شیخ مبارک ناگوریؒ کے چند سوالات کے جواب میں ہے جو بلحاظ اپنے گرانقدر مضامین کے رسالۂ الحجۃ البالغہ سے موسوم کیا گیا ہے یہ رسالہ اُس سوال بند کے جواب میں ہے جس کی ایک کاپی ملا مبارک نے علامہ میاں عبدالملک سجاوندیؒ کو بھی روانہ کی تھی، علامہ موصوف کا جواب منہاج التقویم سے موسوم ہے اور خالص عربی زبان میں ہے جو مع ترجمہ دارالاشاعت ہذا کی جانب سے شائع ہو چکا ہے میاں شیخ مصطفیٰ کا جواب ہذا فارسی زبان میں ہے اور یہ دونو رسالے اپنی اپنی نوعیت کے لحاظ سے بیانِ مطالب واستدلال میں بے مثال ہیں، اِن دونو جوابوں کے مطالعہ سے سائل کو کامل تشفی ہوئی اور وہ حضرت مہدیؑ کے بعضے صحابہؓ مثلاً بندگی میاں لاڑ شہؓ بندگی میاں بھائی مہاجر رضی اللہ عنہما کے زمانۂ حیات میں حضرت مہدیؑ کی تصدیق سے مشرف ہوئے چنانچہ مولف تاریخ سلیمانی نے لکھا ہے ''قدوۃ العلماء العاملین زبدۃ الفقہاء الکاملین شہسوار عرصہ دانشوری میاں شیخ مبارک ناگوری قدس اللہ سرہٗ بڑے بزرگ اور علماء کبار سے تھے امام مہدی موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کے حضور میں شرف تصدیق سے مشرف ہوئے (ملاحظہ ہو تاریخِ سلیمانی گلشن ہشتم چمن چہارم)۔اُس رسالۂ سوال وجواب کا صرف ایک نسخۂ قلمی دستیاب ہوا جس کی صحت کے ساتھ نقل حاصل کی گئی اور مع ترجمہ شائع کیا گیا ہے، حضرت مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہدیت کے ثبوت میں یہ مختصر اور لاجواب رسالہ ہے جس کا ہر مہدوی کے پاس رہنا ضروری ہے۔فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جو پروردگار ہے سب جہانوں کا،اور آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لئے اور درود نازل ہواللہ کے رسولؐ اور آپ کی سب آل ۔ پر جان اے برادر خدا تجھے نیک بخت کرے دونو جہان میں کہ یہ رسالہ چند سوالات کے جواب میں ہے۔

سوآل ا:۔ چونکہ مہدی علیہ الرضوان الابدی کا ثبوت بظاہر کلام مجید اوراس کے اشارات سے نہیں ہے چنانچہ یہ بات کسی صاحبِ تمیز پر پوشیدہ نہیں بلکہ مہدی کی آمد کا ثبوت احادیث احاد سے حاصل ہوا ہے اس کا انکار موجبِ کفر نہیں پس (مدعیٔ مہدیت کا انکار کفر ہونیکی) کیا صورت ہوسکتی ہے جبکہ احادیثِ صحیحہ کی عبارتیں آپ کے دعوے کی تصدیق سے مانع ہوں اور طالبِ حق جستجوں میں اور چھان بین میں ہواوراس امر اعلیٰ کے مدعی سے اسکے کمال و جمالِ حال کی بناء پر ہر طرح کی تعظیم وتکریم کے ساتھ کامل محبت رکھتا ہو؟

جوآب:۔ شرح عقائد میں لکھا ہے کہ علم حاصل ہونے کے اسباب تین ہیں حس،خبر صادق اور عقل ۔لیکن حس (ظاہرا کسی چیز کو پانے والی) پانچ قوتیں ہیں،سننا، دیکھنا، چکھنا،سونگھنا،اور چھونا، ہر قوت حاسہ جس کے پانے کے لئے پیدا کی گئی ہے اس پر اس کا عمل واقع ہوتا ہے یعنے خدائے تعالیٰ نے جملہ حواس خاص خاص چیزوں کو پانے کیلئے پیدا کئے ہیں مثلاً قوت سامعہ آواز کے لئے ہے اور خبرِ صادق کی دو قسمیں ہیں ایک خبر متواتر دوسری خبر احاد خبر متواتر جیسے رسول اللہ صلعم کی بعثت کی خبر کیونکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے معجزہ دیا ہواُس کی رسالت کی تصدیق کیلئے تو وہ بیشک سچا ہوگا اپنے رسالت کے دعوے اور اپنے لائے ہوئے سب احکام میں اور عقل بھی علم ضروری (بدیہی معلومات) اور علم کسبی (نظری معلومات) کا سبب بنتی ہے اور الہام (کسی بات کا دل میں غیب سے وارد ہونا) اہلِ حق کے پاس علم کے اسباب میں نہیں ہے،اور پیغمبروں کو بھیجنے میں خدائے تعالیٰ کی حکمت ہے اور تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے ہیں بشر کی جنس سے بشر کی جنس کی جانب جو خوشخبری دینے والے (جنت کی) اور ڈرانے ولاے (عذاب سے) ہیں اور بیان کرنے والے ہیں دنیا اور آخرت کے تمام ضروری امور کے ۔کیونکہ خدائے تعالیٰ نے جنت بنایا دوزخ تیار کیا ان دونو میں سے ایک میں ثواب کی صورت ہے اور دوسرے میں عذاب کی ، پس ان دونو کو تفصیل سے جاننا اوران میں سے ایک میں پہنچانے و الے اور دوسرے سے بچانے والے راستہ کا پہچاننا محض عقل ہی کے ذریعہ ممکن نہیں ہے، پس حق تعالیٰ کی بڑی بخشش ہے پیغمبروں کو بھیجنے میں راستے دکھلانے کے لئے اور اگر پیغمبروں کی تائید معجزہ سے نہوتی تو اُن کو ماننا خلق پر لازم نہوتا،اور سچے اور جھوٹے میں امتیاز نہ ہوسکتا جب معجزوں سے ان کی تائید ہوئی تو ان کی سچائی ایمان لانے والوں کے دلوں میں یقین کے ساتھ ثابت ہوگئی اسی طریق سے

یہ عادت ہمیشہ چلی آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ علم پیدا کرتا ہے پیغمبروں کی سچائی کا معجزہ ظاہر کر کے، حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی پیغمبری کا ثبوت بھی اسی طریقہ سے ہوا کہ آپؐ نے پیغمبری کا دعویٰ فرمایا اور معجزہ دکھلایا، آپؐ کی پیغمبری کا دعویٰ خبر متواتر سے معلوم ہوا، اور معجزہ کا اظہار آنحضرتؐ کی طرف سے دوصورتوں سے ہوا۔ ایک تو یہ کہ آپؐ نے کلام اللہ پڑھا اپنی قوم کی فصیح و بلیغ خطیبوں سے کلامِ خدا کی مثال بقدرِ ایک سورہ کے طلب کی پس وہ اُس کی مثال پیش کرنے سے عاجز رہ گئے باوجود اُسکے کہ انہوں نے اس معاملہ میں کامل جستجو اور انتہائی کوشش کی ہر ایک نے جان توڑ محنت کی کئی ایک نے اپنے جان وتن اس راہ میں کھپادئے اس کے بعد اس مقابلہ سے روگرداں ہو کر جنگ میں مشغول ہوئے، مدعیوں کی کثرت کے باوجود اُن میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ اُس نے کوئی کلام کلامِ الٰہی کی مثال کے طور پر پیش کیا، پس یقین ہو گیا کہ یہ کلامِ حق ہے اور یہ پیغمبر اپنے دعوے میں صادق ہے۔ اور دوسری وجہ پیغمبری کے ثبوت کی پیغمبرؑ کے وہ تمام خارقِ عادات امور ہیں جنکی قدرِ مشترک کی خبر حدِّ تواتر کو پہنچ چکی ہے اگر چہ اُن کی تفصیلات اخبار احاد ہی سے ثابت ہیں، اور تحقیق یہی ہے کہ دانشمندوں نے انہی دووجہوں سے استدلال کیا ہے ایک وجہ نبیؐ کے احوال ہیں جو خبر متواتر سے ثابت ہوئے نبوت سے پہلے کے احوال دعوے اور دعوت کے زمانے کے احوال، پھر دعویٰ اور دعوت کے تمام ہونے کے بعد آپؐ کے بزرگترین اخلاق، آپؐ کے حکیمانہ احکام آپؐ کا اقدام (آمادگی) ایسے کام پر جسے تمام عالم کے بہادر سے بہادر بھی نہ کر سکتے تھے آپؐ کی ثابت قدمی اللہ کی پناہ کے ساتھ تمام احوال میں، اور آپؐ کا برقرار رہنا اپنے حال پر ہولناک مواقع میں اس درجہ کہ دشمنوں کو کبھی طعنہ زنی کا موقع ہی نہیں ملا تمام مذکورہ امور میں سے کسی میں بھی باوجود اس کے کہ انہوں نے انتہائی عداوت برتی۔ پس عقل اس بات کا یقین کرتی ہے کہ پیغمبر خدا کے سوائے کسی اور میں ان خوبیوں کا جمع ہونا ممکن نہیں ہے اور ان کمالات کا کسی ایسے شخص میں جمع ہونا جو اللہ پر بہتان باندھنے والا ہو یقیناً ناممکن ہے۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مفتری کو تیئیس سال تک مہلت دے پھر اس کے دین کو سب دینوں پر غالب کرے، اس کو دشمنوں کے مقابلہ میں مدد عطا فرمائے اور اُس کی نشانیوں کو اُس کی موت کے بعد قیامت تک زندہ رکھے، دوسری وجہ یہ کہ آنحضرتؐ نے ایک بہت بڑے کام کا دعویٰ کیا ایک ایسی قوم کے درمیان جو نہ کتاب رکھتی تھی نہ کسی کتاب کے بیان کردہ احکام پر عمل پیرا تھی، آپ نے کتاب معہ بیان پیش کی شریعت کے احکام ان کو سکھلائے، اخلاقی بزرگیوں سے ان کو متصف کیا اور بہت ساروں کو علمی اور عملی فضائل میں کامل بنا ڈالا تمام عالم کو نورِ ایمان اور عمل صالح سے منور کر دیا حق تعالیٰ نے آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کیا جیسا کہ دیگر آسمانی کتابوں میں وعدہ فرمایا تھا، نبوت اور رسالت کا معنی یہی ہے جو شرح عقاید میں مذکور ہے اور طوالع میں مذکور ہے پس آنحضرتؐ کی جملہ سیرت جو خبرِ متواتر سے ثابت ہے مثلاً آپ کا ہمیشہ سچ بولنا، تمام عمر دنیا سے روگرداں رہنا، اور سخاوت اس درجہ کہ ایک دن کی خوراک سے زائد مقدار کبھی آپ نے نہیں رکھی، اور شجاعت (بہادری) اس حد تک کہ کبھی آپ نے کسی دشمن کے مقابلہ سے منہ پھیرا ہی نہیں، اگر چہ کہ سخت سے سخت خطرہ کا سامنا ہوا ہو جیسا کہ جنگِ احد میں ہوا تھا، اور فصاحت ایسی کہ جس نے عرب کے ممتاز فصیح خطیبوں کو گونگا کر دیا، اور دعوے پر آپؐ کا اصرار تکلیفوں اور مشقتوں کو دیکھتے ہوئے بھی، اور نظر میں نہ لانا آپؐ کا مالداروں کو اور انکسار کے ساتھ رہنا فقیروں کے ساتھ یہ صفتیں پیغمبروںؑ کی ہو سکتی ہیں صلوات

اللہ علیہم اجمعین ۔ چونکہ عامۃ الناس میں سے کسی کی ذات میں ان تمام صفات کے جمع ہونے کا اتفاق کبھی بھی نہیں ہوا.........ان صفات کا آپ کی ذات میں جمع ہونا بزرگترین معجزہ اورقوی ترین دلیل آپ کی نبوت کی تھی، نیز تفسیر مدارک میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو کیا انہوں نے اس بات (یعنے قرآن) میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس ایسی بات آئی تھی جو نہ آئی تھی ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس یا انہوں نے نہیں پہچانا اپنے رسول محمدؐ کو کہ وہ سچائی امانت داری، کمال دانائی، صحتِ نسب اور تمام اخلاقی خوبیوں سے متصف ہے، یعنے انہوں نے اس کو ان سب صفات کے ساتھ پہچان لیا پس وہ اُس کا انکار کرتے ہیں بغاوت اور حسد سے یا کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے یعنے دیوانگی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے اور سب سے زیادہ پاک ذہن والا ہے بلکہ وہ آیا ہے واضح ترین امر حق اور سیدھی راہ لیکر اور وہ اُس چیز کو لایا ہے جو ان کی شہوتوں اور نفسانی خواہشوں کے خلاف ہے اور وہ چیز توحید و اسلام ہے اور انہوں نے اُس پر ایراد و اعتراض کا کوئی محل اور اس کی تبلیغ و دعوت کو ٹالنے کا کوئی موقع نہیں پایا اور اسی لئے اس کو جنون کی طرف منسوب کیا اور انہیں بہتیروں کو حق بات بری لگتی ہے اس آیت میں دلیل اس بات پر ہے کہ تھوڑے ایسے بھی تھے جن کو حق بات بری نہیں لگتی تھی، بلکہ وہ ایمان کو چھوڑے ہے اس سے عار و ننگ کر کے اور دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اُن کے دلوں میں مرض ہے یہ آیت ظالمون تک ہے یعنے وہ اس بات سے ڈرتے نہیں کہ اللہ کا رسول اُن پر افسوس کرے بہ سبب اس کے کہ انہوں نے اس کا حال بخوبی جانکر بھی اس کا انکار کیا سوائے اس کے نہیں کہ وہ ظالمین ہیں چاہتے ہیں کہ ظلم کریں اس پر جس کا حق اُن کے ذمہ ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتے اللہ کے رسول کی مجلس میں اسی لئے تو وہ فریاد اُس کے پاس لاتے اور اُس کو حکم بناتے ہیں اور ہرقل کی حدیث جو بخاری کے تیس (۳۰) پارہ میں سے پہلے پارے میں ہے اس کی تمام عبارت بھی حضرت مہدیؑ کے حال کے موافق ہے عبارت دراز ہوجانے کے سبب سے یہاں نہیں لکھی گئی، پس اے تحقیق کے طالب اور جستجو والے صاحب حضرت مہدی علیہ السلام دین کی نصرت کیلئے دو پیغمبروں کے درمیان مبعوث ہوئے ہیں چنانچہ نبیؐ نے فرمایا ''کیسے ہلاک ہوگی ایسی امت جس کے شروع میں میں ہوں اور اس کے آخر میں عیسیٰؑ ہیں اور اس کے بیچ میں مہدیؑ میرے اہل بیت سے ہیں اور ان دونو کے درمیان ایک کج رو جماعت ہے نہ وہ لوگ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُن سے ہوں،، یہ حدیث تفسیر مدارک میں ذکر کی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے قول اور جب کہا اللہ نے اے عیسیٰؑ یہ تجھے وفات دینے والا ہوا تا آخر کی قوم۔ پس حضرت مہدیؑ کا ثبوت بھی ان پیغمبروں کے ثبوت کے مانند ہونا چاہیئے اور جب اہلِ سنت و جماعت کے عقیدہ اور تفسیر مدارک کے بیان سے نبوت و رسالت کا ثبوت مذکور بالا طریق سے ہوا ہے تو ثبوت مہدیت بھی اسی سند مذکور سے ہونا بطریق اولیٰ لازم ہوگا، اور کسی امر زائد کی شرط نہیں لگائی جائیگی اس سند پر جو دعویٰ نبوت کی تصدیق کے لئے مذکور ہے، اس لئے کہ مہدیؑ کا مرتبہ پیغمبروںؑ کے مرتبہ سے بالاتر نہیں ہے تا کہ ہم مزید شرط کے طالب ہوں اور ایسی حجتوں کو پیش کریں جو موجب ظن ہیں چنانچہ شرح عقائد میں ذکر کیا ہے کہ خبر واحد باوجود اس کے کہ فرض کرلیا جائے اس کا اُن تمام شرائط پر مشتمل ہونا جو مذکور ہیں اصولِ فقہ میں فائدہ نہیں دیتی مگر ظن کا اور اعتقادیات کے باب میں ظن معتبر نہیں خصوصاً جبکہ ایسی خبر اختلافِ روایت پر بھی مشتمل ہو، نیز عقائد کی کتابوں اور تفسیر سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر تمام علماء

اہل کتاب پیغمبرؐ کی نبوت کے منکر ہوتے تب بھی آنحضرتؐ کی تصدیق امیوں پر واجب ہوتی، امیوں کی جہالت اور علماء کا انکار قیامت کے روز عذر ہونیوالا نہیں اسلئے کہ پیغمبری کی قابلیت پیغمبروں میں پائی پھر کس لئے ان کا انکار کیا، اوراس قابلیت سے مراد یہ چیزیں ہیں سچائی، امانت داری، کمال درجہ دانائی، صحتِ نسب اور خوبیٔ اخلاق صاحب تفسیر مدارک وشرح عقائد جو اپنے وقت کے مجتہد تھے انہوں نے فرمایا ہے کہ مشرکین عرب کا انکار حسد کی وجہ سے تھا اس لئے کہ انہوں نے آنحضرتؐ کی ذاتِ مبارک میں نبوت کی قابلیت کو پہچاننے کے بعد کیوں انکار کیا، اللہ کے واسطے اور اللہ کے رسولؐ کی محبت کے واسطہ سے انصاف کریں کہ مہدیؑ کے علامات جو اخبار احاد کے لحاظ سے علماء بیان کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ علامات (حضرت امامنا سید محمد مہدیِ موعودؑ کی ذات میں) موجود نہیں ہیں کیا اُن علامات کا وجود اہمیت رکھتا ہے اور مقصود اصلی قرار پا سکتا ہے؟ جبکہ اہمیت جن رکنِ اصلی کی تھی وہ پایا گیا (یعنے مہدیؑ کا اولاد فاطمہؓ سے ہونا اور نصرتِ دین کے لئے مبعوث ہونا جو رکنِ اصلی ہے موجود ہے) دعویٰ کا وجود اور خوارق (معجزات) کا ظہور بھی اس کے ساتھ ثابت ہوا تو سب مردوں عورتوں پر (حضرت امامنا سید محمدؑ کی) تصدیق واجب ہوگئی اگرچہ علماء زمانہ اس کی رخصت نہ دیں اور آیت ہذا پس پوچھو جاننے والوں سے مراد وہ علماء ہیں جنھوں نے پیغمبرؐ کی تصدیق کی تھی اگرچیکہ ایک دو ہی رہے ہوں نہ وہ علماء جنھوں نے پیغمبرؐ کو جھٹلایا اگرچہ وہ ہزاروں ہوئے ہوں سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ خاتم الانبیاءؑ کے دعوے کے ثبوت میں سب علماء کی تصدیق شرط نہیں ہوئی پس مہدیؑ کی تحقیق وجستجو میں بھی جبکہ آپ کے دعوے کا ثبوت دعویٔ نبوت کے ثبوت کے مانند ہے تو علماء کی تصدیق اور اخبار احاد کی موافقت کی کیا حاجت ہے۔ پیغمبروںؑ کو پہچانے میں امّی لوگ اور علماء اہل کتاب برابر ہیں اگر تصدیق نہ کریں تو دونو بھی حاسد ثابت ہوں گے پس اسی سند سے جو اوپر بیان کی گئی مہدیؑ کے دعویٰ کی تصدیق واجب ہے اور آپؑ کا انکار شرح عقائد اور تفسیر مدارک کے بیان مذکور بالا کا انکار ہے اور اس بیان کا انکار اجماع کا انکار ہے اور اجماع کے منکر کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو مخالفت کرے گا رسولؐ کی اس کے بعد کہ اس پر ہدایت کھل چکی اور چلے گا مسلمانوں کے راستہ کے دوسرے راستے پر تو ہم اس کو چلائے جائیں گے اسی راستے پر جس پر وہ چلا اور اس کو جھونک دیں گے دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے۔ اس عزیز نے لکھا ہے کہ وجود مہدیؑ کا ثبوت نہ قرآن کے عبارت سے ہے اور نہ اشارات سے۔ طوالع میں لکھا ہے یہودیوں نے کہا کہ محمد اگر نبی ہوتے تو جو کچھ انہوں نے خبر دی تھی سچ ہوتی حالانکہ لازم باطل ہے (اُن کی دی ہوئی ہر خبر کا سچ ہونا ثابت نہیں) اس لئے کہ محمدؐ نے خبر دی کہ موسیٰ کی شریعت منسوخ ہوگئی ہے اور یہ خبر سچ نہیں ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ کی شریعت کو نافذ فرمایا تو اس کا نفاذ دو صورتوں سے خالی نہ رہا ہوگا یا تو موسیٰ کے ذریعہ یہ سنا دیا گیا ہوگا کہ ان کی شریعت منسوخ ہوجائے گی یا یہ سنایا گیا ہوگا کہ کبھی منسوخ نہوگی اگر پہلی بات تھی تو لازمی تھا کہ اس کی خبر بالتواتر پہنچتی اور اصل دینِ موسیٰ کی طرح یہ خبر بھی مشتہر ہوتی پس اگر یہ خبر نہیں تھی موسیٰ کی شریعت ہمیشہ نافذ رہنے پر دلالت کرنیوالی کوئی بات ہوگی تو اس کا منسوخ ہونا ممنوع قرار پائے گا اگرچیکہ موسیٰ کی شریعت تکرار نافذ نہ ہوئی ہو اور سوائے ایک موسیٰ کے زمانہ کے اور کسی وقت میں اس کا نفاذ نہ رہا ہو ہم کہتے ہیں موسیٰ کی شریعت میں ایسی خبر ضرور تھی جو اس کے منسوخ ہونے کا پتہ دیتی تھی لیکن اس بات کی خبر پے در پے نہیں پہنچی اور اس کو نقل کرنے کی ایسی وافر

ضرورتیں نہیں پیش آئیں جیسی کہ شریعتِ موسیٰؑ کی اصل تعلیم کونقل کرنے کیلئے پیش آئی تھیں یا اس شریعت میں ایسی کوئی بات تھی جو اس کے دوام پر بظاہر دلالت کرتی تھی نہ کہ دوام قطعی پر پس اس صورت میں بھی اس کا منسوخ ہونا ممنوع نہیں۔ اے طالبِ تحقیق مہدی علیہ السلام جو ناصرِ دینِ محمدیؐ ہیں آپ کے آنے کی خبر ان آیات میں بطریق احتمال موجود ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہد وا ے محمدؐ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں مخلوق کو اللہ کی طرف بینائی پر میں اور میرا تابع۔ نیز فرمایا ہے (کہا نبیؐ نے) وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ میں ڈراؤں تم کو اس کے ذریعہ اور وہ ڈرائے گا جس کو قرآن (بطریق وراثت) پہنچے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو پس کہدے اے محمدؐ میں تو اپنے کو متوجہ کر چکا ہوں اللہ کی طرف اور وہ بھی متوجہ کر دیگا اپنے کو اللہ کی طرف جو میری پیروی کرنیوالا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا پس وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے حجت پر ہو الخ اگرچہ قرآن کی عبارت کے لحاظ سے علماء اور مفسرین نے کلمۂ مَنْ کو جو من اتبعنی میں ہے عام ہی سمجھا تھا لیکن جب مہدیؑ نے دعوئ مہدیت کر کے فرمایا کہ میں بلا کسی واسطہ کے حق تعالیٰ کا فرمان سُن رہا ہوں کہ ''اس مَنْ سے مراد مہدیؑ کی ذات ہے اور وہ مہدی تو ہی ہے اس امرِ حق کو ظاہر کر اور خلق سے مت ڈر میں تیرا حافظ و ناصر ہوں جیسا کہ سب پیغمبروںؑ کا ناصر رہا'' پس علماء ربانی نے زبانِ عرب کے قواعد کے تحت اجماعی عقائد اور تمام احکامِ فرقانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے غور کیا کہ کلمۂ مَنْ کا عطف ادعو کی ضمیر مسندالیہ (انا) پر ہے یعنے میں بلاتا ہوں حق کے دین اور حق کی توحید کی طرف اور میرے بعد میرا تابع بلائے گا توحید اور دینِ اسلام کی طرف اور یہ ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے لئے دعوت فرض عین تھی نہ کہ مستحب اور جملہ اولیاء اللہ کیلئے دعوت مستحب ہے نہ کہ فرضِ متعین اور اگر فرض کہیں بھی تو فرض کفایہ کہہ سکتے ہیں اور مَـــنْ کے عطف کا لازمہ یہ نہیں ہے بلکہ عطف کے لئے واجب یہ ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ حکم میں برابر ہوں، چنانچہ یہ بات دیگر فقہی ابواب سے بخوبی روشن ہے، پس بطریق احتمال قوی معلوم ہو چکا تھا کہ پیغمبرؐ کے بعد ایک ذات ایسی ہوگی جس کے لئے دعوتِ دین فرض عین اور عزلت (گوشہ نشینی) حرام ہو، اسی معنی کی تائید بلکہ لفظ مَـنْ جو مجمل اور مبہم ہے اس کی تفسیر میں حدیث مذکور (بالا) ہے کہ کس طرح ہلاک ہوگی ایسی امت جس کے شروع میں میں ہوں الخ اور حضرت مہدیؑ کی مہدیت کا ثبوت نبوت کے ثبوت کے طریقہ ہی سے ظہور میں آیا یعنے شرح عقائد اور تفسیر مدارک میں اہلِ حق نے پیغمبرؐ کی نبوت کے ثبوت کیلئے نبوت کے دعوے معجزات کے ظہور اور پیغمبروں کی قابلیت اوصاف اور اخلاق کے متعلق جو کچھ دلیلیں بیان کی ہیں بعینہٖ وہی دلیل علماء ربانی نے جو اس زمانے میں تھے مہدیؑ کی ذات میں پائی ناچار انہوں نے تصدیق کی اور اس آیت کے مضمون سے خائف ہوئے کہ پس کیا ہے حق کے بعد گمراہی کے سوا۔ اے طالبِ تحقیق حضرت میراں (سید محمد مہدیِ موعودؑ) اس ملک میں (آغازِ جوانی ہی سے) دعویٰ مہدیت کے ساتھ نہیں آئے تھے بلکہ آپ کو مرشد و پیر ہونے یا استاد و مدرس ہونے کا دعویٰ بھی نہ تھا آپؑ کا آنا پیغمبروں کے آنے کے مانند تھا آپ کی روش عام اولیاء کی روش نہیں تھی یعنے آپ علم فقہ یا تفسیر یا حدیث یا سلوک طریقت یا حقایق تصوف کی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول نہیں رہتے تھے اور ادا نوافل کی صورت میں عبادت کی عادت کی جانب آپ کی توجہ نہیں تھی، فرائض اور موکدہ سنتوں کی ادائی کے سوائے کوئی آپ کا وظیفہ نہ تھا، ملاؤں کے طور وطریق مشائخوں اور واعظوں کے رسوم سے جو بدعت کی طرف

منسوب اور سنت کے خلاف ہیں آپ بالکل پاک تھے، بلکہ ہمیشہ گریہ فقر تام (حد درجہ ناداری) ذکر اور توکل تمام بر ذات خدا اور پیغمبر علیہ السلام کی طرح فرائض اور موکدہ سنتوں اور ذکر الٰہی کی جانب دعوتِ عام فرماتے رہے، جس زمانے میں کہ اس امام آخر الزماںؑ نے قدمِ سعادت سے اس ملک کو مشرف فرمایا، یہاں کے بہت لوگ علماء وصلحا وصاحبِ کشف وتقویٰ بھی تھے اور علمِ ظاہری و باطنی بدرجۂ کمال رکھتے تھے ان میں سے ہر ایک خورد و بزرگ نے آپ کے آستانہ پر سر رکھ دیا بجز دو تین بدبختوں کے جو حسد سے مغلوب ہو کر رہ گئے ہر ایک نے اقرار کرلیا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ ترتیب عبادت میں کوئی زیادتی پیغمبروںؑ کی ترتیب سے نہیں ریاضتوں (نفس کشی کیلئے اقسام کی محنتوں) خلوت (چلہ کشی) ترک مباحات (گوشت وغیرہ لذیذ غذاؤں کا ترک) تغیر لباس (کوئی خاص قسم کے لباس کی پابندی) اور ترکِ زینت (مطلقا اچھی قسم کے لباس سے پرہیز) وغیرہ کی شرطیں جنکی پابندی اولیاء سابق نے اختیار کی تھی یہاں کچھ نہیں رسوم اور بدعتوں کی قسم سے کوئی چیز آپ کے پاس نہیں، کرامات اور خوارق بھی مانند اولیاء سابق کی کرامات وخوارق کے نہیں بلکہ تربیت (طریق تلقین) دعوت، خلوت کرامت اور جملہ اقوال وافعال واحوال میں آپ صورتاً اور سیرتاً پیغمبروںؑ کے مانند ہوئے اور آپ کی تائید بھی پیغمبروں ہی کی تاثیر کی طرح رہی جو کوئی آپؑ سے ملا اور آپ کا محبّ بن گیا فوراً دنیا کی زینت اُس کے دل سے جاتی رہی ذاتِ حق کی یاد اُس کے دل میں جاگزیں ہوئی جو کیفیت برسوں کی ریاضت اور گوشہ نشینی میں حاصل نہیں ہوسکتی وہ ایک گھڑی میں پیدا ہوجاتی تھی ایک دو شخصوں کو نہیں بلکہ جو کوئی آپ کا گرویدہ ہوا مرد، عورت، امّی، عالم، آزاد، غلام، بالغ اور نابالغ ہر ایک کو یہی اثر ہوتا تھا اور آپ کا یہ ادنیٰ معجزہ تھا جو بیان کیا گیا۔ اور اگر تم گنتی کریں اللہ کی نعمتوں کی تو نہ گن سکو گے ان کو۔ حاصل کلام اس ملک میں اُس ذاتِ بزرگوار کے قدم مبارک کے صدقہ سے ہر ایک طالب حق کو مشغول بحق ہونے میں ایک خاص شان حاصل ہوئی اور ایسی استغراق کی صفت نصیب ہوئی کہ علماء علم سے مشائخین مشیخت سے اور امراء کاروبار دنیاوی سے اور کاسبین ہر قسم کے کسب سے پیشہ ور اپنے پیشوں سے معطل ہوگئے تمام ملک میں ایک دھوم مچ گئی کہ ایک مرد آیا ہے کہ جو کوئی اس کو دیکھتا ہے نہ علم میں اس سے آگے بڑھ سکتا نہ مشخت اپنی قائم رکھ سکتا اور نہ اہلِ دنیا کا کوئی شخص اپنے کسی کام پر برقرار رہ سکتا ہے ہر ایک اپنے آپے سے باہر ہوجاتا ہے اور گوشہ نشینی اختیار کرلیتا ہے، اُس زمانے میں بہت سے علماء ربّانی اور صلحاء حقانی کو بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ یہ ذات مہدی آخر الزماںؑ ہے ابھی اس ذاتِ پاک نے کوئی دعویٰ نہیں فرمایا ہے، اگرچہ علماء ربانی اور صلحاء حقانی نے بدرجۂ اتم قابلیت آپؑ کی ذات میں پائی اور کشف سے بھی معلوم کرلیا کہ یہی ذات مہدی آخر الزماں ہے لیکن دعوے کے منتظر تھے کیونکہ رکن اصلی ثبوتِ مہدیت میں دعویٰ ہے جیسا کہ نبوت دو رکن رکھتی ہے ایک دعویٰ دوسرا معجزہ پس اہلِ استدلال صاحبانِ بصیرت کے نزدیک نبوت کے دو ہی رکن ہیں ایک دعویٰ، دوسرا قابلیت یعنے متصف ہونا صفتِ مذکور سے، اسی طرح مہدیت کے بھی یہی دو رکن ہیں اسلئے کہ مہدیت اور نبوت میں نام کا فرق ہے کام اور مقصود دونو کا ایک ہی ہے، جیسا کہ نام کا فرق معجزہ اور خوارق میں ہے غرض یہ کہ چند سال کے بعد اُس ذات نے مہدیت کا دعویٰ کیا اور فرمایا کہ میں یہ بات الہام یا خواب یا خوابے بیداری کی درمیانی حالت میں کسی واردات قلبی کی بنا پر نہیں کہتا ہوں بلکہ خدائے تعالیٰ کے حکم سے کہتا ہوں اور کئی سال ہوئے ہیں کہ مجھ کو یہ فرمان ہوتا ہے کہ تو خلق سے ڈرتا ہے اور امر حق کو ظاہر

نہیں کرتا، اسلئے کہ خلق کا معاملہ مہدیؑ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ اگلی امتوں کا معاملہ اگلے پیغمبروںؑ کے ساتھ رہا یعنے بلا وجہ عداوت نیز آپؑ نے یہ دعویٰ فرمایا کہ حق تعالیٰ سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ کلمہ ٔمن جو عام ہے چند آیتوں میں (جن میں سے بعضے اوپر بیان ہوئے) خاص کر مہدیؑ کے حق میں ہے اور وہ مہدیؑ میں ہوں، نیز فرمایا کہ جو کچھ معانیِ قرآن بندہ کی زبان سے نکلتے ہیں اللہ کے حکم سے اللہ کی تعلیم سے ہیں کسی تفسیر کا مطالعہ کر کے غور و فکر کر کے نہیں کہے جاتے بلکہ جو کچھ کہا جاتا ہے اللہ کے امر سے کہا جاتا ہے، پس بعض علماء اور اکثر خاص و عام خلائق جو دعوے کے انتظار میں تھے صدیقؓ کی طرح تصدیق سے مشرف ہوئے اور بعضے علم حدیث کی کتابوں کے مطالعہ میں مشغول ہوئے یہ دیکھنے کے لئے کہ مہدیِ موعودؑ کا آنا کس طریق سے ہوگا، پس معلوم کرائے طالبِ تحقیق کہ جو ذات تابعِ رسول اللہؐ ہو اہلِ سنت و جماعت کے عقیدہ پر ہو پانچوں وقت کی نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرے جمعہ وعیدین بھی (شرائط موجود ہونے کی صورت میں) ترک نہ کرے اور اُس کی صحبت کی تاثیر پیغمبروںؑ کی تاثیر جیسی ہو اور **وما ینطق عن الھویٰ** (اور نہ بولتا ہے وہ خواہش نفس سے) اُس کی صفت ہو اور کسی بات میں بھی شریعت کے دائرہ سے باہر نہ ہو اور پیغمبروںؑ کی روش کے سوائے کوئی اور روش اس کی نہ ہو یعنی امورِ عبادات میں اور عادات (مباحات بشری) میں کوئی زیادتی کرے نہ کمی تو ایسی برگزیدہ ہستی جو دعویٰ کرے شریعت میں ممکن اور جائز ہوگا اور اس کا سچ ہونا قطعی ہوگا نہ کہ ظنی جبکہ مہدیؑ کا نصرتِ دین کے لئے مبعوث ہونا ثابت اور سخت سے سخت بلا آپؑ کی صفت ہونا یقینی ہے، جب آپ نے کلام خدا سے پیش کی قیاس سے نہیں بلکہ دعویٰ کیا کہ فرمانِ خدا اس طور پر ہوتا ہے کہ لفظِ من جو کلمہ ٔمن اتبعنی میں ہے اس سے مراد تیری ذات ہے پس آپؑ کی تصدیق سندِ مذکور سے قطعاً واجب ہے اور آپؑ کے برحق ہونے کا ثبوت بھی قرآن سے ملتا ہے محض دعویٰ سے نہیں اسلئے کہ اگر اس جیسا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہو تو وہ خدا پر افترا کرنے والا ہوگا (بہتان باندھنے والا ہوگا) فرمانِ خدا ہے اور کون ہے اس سے زیادہ ظالم جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا۔ اور شرح عقائد اور تفسیر مدارک کے بیان مذکور بالا سے یہ بخوبی ظاہر ہو چکا کہ اس جیسی ذات کو مفتری کہنا جائز نہیں دعویٰ پیغمبری (نبوت) میں پھر کسی ایسے مرتبہ کے دعویٰ میں جو مرتبہ نبوت کے مانند ہو مفتری کہنا کیسے جائز ہوگا؟ اے طالبِ تحقیق نبیؐ کے صحابہ ٔ کرام اور خاص و عام تابعین و تبع تابعین کے زمانے سے ہمارے آج کے روز تک کسی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں نے معانیِ قرآن حق تعالیٰ سے سیکھے ہیں بجز اس ذات ستودہ صفات کے جس میں تمام اخلاق پیغمبروںؑ کے پائے گئے یہ ظاہر ہے کہ مہدیِ موعودؑ کے سوائے کوئی اس مرتبہ کے لائق نہیں اس ذات کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے دعویٰ کے برحق ہونے کا ثبوت قرآن کی عبارات یا اشارات سے نہیں ہے بلکہ محمد رسول اللہؐ کی نبوت کا ثبوت قرآن کی عبارت سے ہے اس ذات کی مہدیت کا ثبوت قرآن کے اشارات کی دلالت سے ہے کیونکہ لفظِ عام کے بعض آیات میں خاص ہونے کا آپ نے دعویٰ کیا ہے اور آپ کے دعویٰ کی تصدیق دلیل شرعی سے واجب ہوئی ہے یعنی ایسی ذات کو اس دعوے میں سچا کہنا چاہیئے یا افترا کرنے والا تو شرح عقائد اور تفسیر مدارک سے معلوم ہوا کہ اس جیسے شخص کو مفتری نہیں کہنا چاہیئے پس لازم یہی ہوا کہ سچا کہنا چاہیئے مطابق اس حکمِ عبارت کے بھی کہ عقل یقین کرتی ہے اس بات کا کہ محال ہے جمع ہونا ان تمام امور کا انبیاء علیہم السلام کے غیر میں پس مہدیؑ کی مہدیت امت کے اجماع سے ثابت ہو چکی جیسا کہ اوپر بیان کیا

گیا،اور حضرت مہدیؑ کے بعضے مخالفین نے استفتار کیا اوران میں سے ہر ایک نے یہ کتبہ کیا کہ اخبار احاد کے مضامین اس مدعی مہدیت کے خلاف میں ہونے کے باوجود جو شخص اس ذات کو مہدی کہے مبتدع ہوگا، اپنے دین کو گھاٹے میں ڈالے گا اس کے بعد حضرت میرانؑ نے یہ آیت پڑھی اور اگر ہو وہ جھوٹا تو اس پر ہے وبال اس کے جھوٹ کا الخ اور اگر کوئی کہتا ہے کہ ہم اس ذات کو مفتری نہیں کہتے لیکن یہ کہتے ہیں کہ آپ کے کشف میں غلطی ہے تو استغفر اللہ العظیم اگر اس ذات کی مشابہت اولیاء سلف سے ہوتی تو یہ بات کہی جاسکتی تھی اگر آنحضرتؐ کی دعوت کی مشابہت پیغمبروںؑ کی دعوت سے ثابت ہورہی ہے تو یہ بات نہیں کہی جاسکتی، پس مہدیؑ کی ذات اولیاء کی ذوات سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کیونکہ مہدیؑ نے وہ دعویٰ کیا ہے جو پیغمبرؐ کے سوا کسی کو سزاوار نہیں اور اولیاء نہ اس دعوے کے لائق ہوئے اور نہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا؛ بہت غور و تامل سے اس بات کو سمجھنا چاہیئے تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں اس کا راستہ دکھلایا ورنہ ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دیتا پس چند سوال جو کئے گئے ہیں ان کا جواب اسی عبارت سے سمجھ لیں اور دیگر سوالات یہ ہیں۔

سوال ۲:۔ دلائل عقلی اور شواہد نقلی سے بیان فرمائیں کہ حضرت مہدی گناہِ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم ہیں یا نہیں کسی ولی سے گناہ سرزد ہونا جائز سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں اہل سنت و جماعت کا اجماع اس امر پر ہے کہ کوئی ولی معصوم نہیں ہے اور جائز ہے کہ کسی ولی سے گناہ صادر ہو لیکن کسی گناہ کبیرہ پر وہ اصرار نہ کرے گا نیز اہل سنت و جماعت کا اجماع اس بات پر ہوا کہ عاقبت سب انبیاء واصحابِ رسولؐ کی جو جنگِ بدر اور بیعۃ رضوان میں حاضر تھے یقیناً بخیر ہے اور دوسروں کی عاقبت کا حال مبہم (پوشیدہ) ہے پس شرعی دلیلوں سے بیان فرمایئے کہ حضرت مہدیؑ اور وہ لوگ جن کے حق میں مہدیؑ نے عاقبت بخیر ہونے کی بشارت دی ہے کونسی قسم میں داخل ہیں اس باب میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے اور تسکینِ خاطر کس وجہ سے کرنی چاہیئے آپ کا سایہ مدت دراز تک رہے اور آپ خداوند مہربان کی حفاظت میں رہیں۔ نیز اس سائل کے پیش کردہ مسائل میں چاہیئے کہ جواب دلائل نقلیہ (کتاب وسنت واجماع واقوال محققین سلف) سے ادا فرمایا جاے نہ کہ محض اُن نقول سے جو خاص ذات مہدیؑ سے ثابت ہیں اس واسطے کہ نفسِ مہدی کا ثبوت مع اُن تمام امور کے جو ذاتِ مہدی سے متعلق ہیں شواہد شرعیہ اور براہینِ عقلیہ ہی سے وابستہ ہے نہ کہ خاص اُن مقالات سے جو مہدی سے منقول ہیں کیونکہ اثبات الشئی بنفسہٖ (کسی شئی کے ثبوت میں اسی کے نفس کو پیش کرنا) قانونِ نقلی اور عقلی سے خارج ہے پس چاہیئے کہ ان مسائل میں سے ہر مسئلہ پر قرآن حدیث اور اجماع سلف کے جلیل القدر دلائل پیش کئے جائیں اور سائل کی تسلی کی جائے آپ کے ضمیر منیر خورشید نظیر پر واضح ہو کہ شرعی شواہد سے کیا تحقیق کی گئی ہے اس باب میں کہ حضرت میرانؑ خلفاء راشدین سے افضل یا مرتبہ میں ان کے برابر ہیں یا ان سے کم ہیں، نیز کتاب (قرآن) اور احادیث صحیحہ سے بیان کریں کہ مہدیؑ خاتمِ ولایت ہیں اس امر کا ثبوت فقط اقوال صوفیہ سے نہ دیں۔

جواب:۔ ان سوالات کے جوابات ضمناً اُپر گذر چکے ہیں یعنے مہدیؑ کی شان معصوم عن الخطاء ہونا ہے اور گناہِ کبیرہ مہدیؑ

سے سرزد ہونا روا نہیں حضرت مہدیؑ کی عاقبت اور اُن لوگوں کی عاقبت جو حضرت مہدیؑ سے بشارت پائے ہیں بخیر ہونا ثابت ہے، یعنے مہدیؑ قابلیت نبوت اور گرانباری رسالت کے ساتھ خلق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں لیکن نبی اور رسول کہنا حضرت مہدیؑ کو جائز نہیں ہے مہدیؑ کہنا لازم ہے اور آپ کے دعوے کے حق ہونے کا ثبوت شواہد عقلیہ اور براہین نقلیہ ہی سے سمجھنا چاہیئے نہ کہ محض اُن فرامین سے جو خاص حضرت مہدیؑ سے منقول ہیں چنانچہ وہ شواہد و براہین شرح عقائد اور تفسیر مدارک میں مرقوم ہیں اور اگر کوئی شخص سوال کرے کہ کتب اصول فقہ میں مذکور ہے کہ علماء حنفیہ کا اجماع اس بات پر ہے کہ قرآن کا کوئی حکم خبر احاد کی بناء پر بدلنا روا نہیں ہے یعنے مطلق کو مقید یا عام کو خاص کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ تغیر نسخ کا حکم رکھتا ہے اور قرآن کا نسخ خبر واحد سے درست نہیں ہے پس مہدیؑ کے قول سے جو خبر احاد کا مرتبہ رکھتا ہے عام کو خاص کیسے سمجھا جاسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے عزیز حضرت مہدیؑ کا مرتبہ دیگر اولیاء اللہ سے بالاتر ہے اور خبر واحد ظن کا موجب ہوتی ہے اور بیشک ظنی چیز حق سے بے نیاز نہیں کرتی (حق کا فائدہ کچھ نہیں دیتی) حضرت مہدیؑ کے وجود اور آپ کے اقوال کے قطعی ویقینی ہونے کا ثبوت ثبوتِ نبوت کے طریق استدلال سے دلیل عقلی ونقلی سے یقینی ہو چکا ہے اور یہ بھی سلف کے مسلمات سے ہے کہ مہدیؑ خلفاء راشدینؓ سے افضل ہونگے کیونکہ خلفاء راشدینؓ اُمت میں ہیں اور مہدیؑ کو پیغمبرؐ نے اپنے اور عیسیٰؑ کے برابر بتلایا ہے اس حدیث میں کہ کس طرح ہلاک ہوگی ایسی امت الخ یہ جو کچھ لکھا گیا مذکورہ بالا تمام سوالوں کا جواب ہے مگر یہ ایک بات کہ خاتم الولایت کہنا چاہیئے یا نہیں تو یہ بحث لفظی ہے اور اصطلاحی ہے اور اصطلاح میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال ۳:۔ اور دیگر کیا فرماتے ہیں اس باب میں کہ حضرت میراںؑ نے اپنے دعوے کے منکرین جو مشائخین علماء وقت اور بہت سے لوگ تھے ان پر کفر کا حکم نفسِ انکارِ مہدیت ہی کی بناء پر نہ کہ کسی موجبِ کفر گناہ کے صدور کی وجہ سے کیا ہے یا نہیں باوجود اس کے کہ یہ امر ثابت ہے کہ حضرت نے نمازِ جمعہ وعیدین اپنے منکروں کے پیچھے ادا کی ہے اور آپ کا یہ عمل آپ سے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ظہور میں آیا ہے بلکہ ان منکرین میں سے بعض کے قتل سے جس سے کفر کے آثار ظاہر تھے آپ راضی نہیں ہوئے اس بناء پر کہ کلمۂ طیبہ کا اقرار بھی بظاہر وہ کرتا تھا۔

جواب:۔ منکرِ مہدیؑ کی تکفیر پر دلیلِ نقلی تو یہی ہے جو لکھی گئی (کہ پیغمبرؐ نے مہدیؑ کو اپنے اور عیسیٰؑ کے برابر بتلایا ہے اس حدیث میں کہ کس طرح ہلاک ہوگی ایسی امت الخ) اور دلیل عقلی یہ ہے کہ جو شخص کہ دلیل عقلی اور نقلی سے ثابت شدہ امر حق کا منکر ہو اس کو کیا کہنا چاہیئے وہ اگر کہے کہ خبر احاد کو وہ اپنی حجت گردانتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسئلہ شرعی جو فروعی ہے وہ بھی اس کو یاد نہیں ہے صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جو شخص ظہر کے وقت وضو کیا ہو اور اُسے اپنے وضو کرنے کا یقین ہو عصر کے وقت اگر اُسے وضو ٹوٹ نے کا شبہ پیدا ہو تو اس شبہ سے وہ یقین زائل نہیں ہوتا (وضو ٹوٹنے کا یقین جب تک نہو دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں ہوتا) اخبار احاد کا حاصل بھی علم یقینی نہیں بلکہ ظن ہے اور ظن کو یقین کے مقابلہ میں لانا اور یقین سے منہ پھیرنا ظن کی طرف متوجہ ہونا عالم کا کام نہیں ہے،

حضرت مہدیؑ کی مہدیت کا ثبوت جیسا کہ شرح عقائد کے بیان بالا سے ظاہر ہے قطعی (یقینی) ہے اس واسطے کہ اس ثبوت کی دلیل قطعی دلیل سے اے پروردگار دکھلا ہمیں حق کو حق اور ہمیں اس کی پیروی روزی فرما، اور دکھلا ہمیں باطل کو باطل اور اس سے پرہیز روزی فرما، جو کوئی خبر احاد کی قسم سے ہے موجبِ ظن ہے واجب العمل ہے (اعمال میں معتبر ہوتی ہے) واجب العلم نہیں (عقائد میں معتبر نہیں) اور فقہ کے اکثر مسائل اخبار احاد ہی سے ثابت ہیں پس جو خبر صادق کہ حدِ تواتر کو پہنچی ہو واجب العلم ہے اور واجب العمل بھی اور مہدیؑ کو مطابق اس حکم کے کہ بیشک عقل یقین کرتی ہے اس بات کا الخ مخبر صادق کہہ سکتے ہیں اور مخبر صادق کی دی ہوئی خبر قطعی ہونے میں عین مشافہہ یعنے روبرو کی گفتگو کی صورت رکھتی ہے اور جو خبر بالتواتر پہنچی ہو وہ مشافہہ کے مانند ہوتی ہے۔اے عزیز مہدیؑ فرزند اور باطنِ محمد رسول اللہؐ ہیں، اور محمد رسول اللہؐ کا ظاہر بلاتا ہے خلق کو غیر کی عبادت سے حق تعالیٰ کی عبادت کی طرف اور محمد رسول اللہؐ کا باطن بلاتا ہے خلق کو غیر کی محبت سے اور غیر کے ذکر سے حق تعالیٰ کی محبت اور حق تعالیٰ کے ذکر کی طرف اے عزیز صحابۂ رسولؐ کے تابعین کے زمانہ سے آج کے روز تک علماء ربانی میں اختلاف اجتہادی رہا ہے لیکن سب کے سب متفق اس امر پر رہے کہ جس طرح انبیاء صلوات اللہ علیہم کے لئے نبوت کو ظاہر کرنا فرض ہوا اسی طرح اولیاء علیہم الرضوان کے لئے ولایت کو چھپانا فرض ہے اور جیسا کہ انبیاءؑ پر بھی حق تعالیٰ کی اُس وحی کو چھپانا فرض رہا جو خاص ان کے شرف کے بیان میں نازل ہوئی۔اور مجتہدین جو امامانِ دین اور صاحبانِ مذاہب ہوئے دعوے سے نہیں ہوئے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم امام ہیں اور ہمارے مذہب کی تقلید ہر ایک پر واجب ہے، اگر چہ وہ سربرآوردہ تھے، مشہور طبقوں کے کسی بھی اہلِ باطن نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ سب لوگ میری طرف متوجہ ہوجائیں میری تصدیق ہر شخص کیلئے لازم ہے بلکہ ان میں سے ہر ایک نے اپنا مقام چھپایا اور کسی اور کا حوالہ دیتا رہا، اپنے نفس پر تہمت دھرتے یعنے خود کو برا ٹھیراتے اور دوسرے کے حق میں نیک گمان رکھتے آئے پس ''میں اولاد آدمؑ کا سردار ہوں'' کا دعویٰ محمد رسول اللہؐ کے سوائے کسی کو سزاوار نہیں، اہلِ دعویٰ کے لئے یا مرتبہ پیغمبرؑ کا ہے یا مرتبہ ابلیس کا جس نے (آدم کے مقابلہ میں) انا خیرٌ منہٗ (میں اس سے بہتر ہوں) کہا پس جو ذات اللہ کے اخلاق سے آراستہ اور رسول اللہؐ کے اوصاف سے متصف ہو اور اپنے زمانہ والوں پر فضیلت کا دعویٰ کرے اور تمام خلق کے لئے اپنی اطاعت اور اپنے اس دعوے کی تصدیق کو واجب ٹھیرائے، علم ظاہری و باطنی اور تقویٰ ظاہری و باطنی میں سب پر فائق ہو، طریق شریعت اور علماء شریعت کی تعظیم سب سے زیادہ اس کے پاس ملحوظ ہو اور اولیاء سابق کے رسوم سے جو مخالف سنت ہیں اور ایسی باتوں کے لزوم سے جواز روئے شرع لازم نہیں ہیں پاک ہو بلکہ اس کی مجلس میں قطب، غوث ابدال اور اوتاد جیسے ناموں کا بھی ذکر نہو جو اہلِ باطن کے اصطلاحی اور بدعت کی قسم سے ہیں محمد رسول اللہؐ کے عہد میں ان ناموں کا ذکر نہیں تھا، اور وہ ذات جس کا بیان اللہ کے کلام کے سوائے نہو جو کوئی بات حل طلب آپؑ سے پوچھی جاتی اس کا جواب سوائے قرآن کی آیت کے آپؑ نے نہیں دیا۔تنہائی میں ہوں یا مجمع میں کبھی آپ غیر حق کے ذکر میں مشغول نہیں رہے بلکہ کشف و کرامات اور تصرفات کا تذکرہ بھی آپ کی زبانِ مبارک پر نہیں آیا ہمیشہ زاری ورنج کی کیفیت کے بغیر آپ نہیں رہے کبھی کلام بشری (جسکے خاص و عام عادی ہیں) آپ نے نہیں کیا، بلکہ شرعی احکام جو فروعی ہیں ان کا بھی بیان یہاں نہیں تھا، اس واسطے کہ مہدیؑ کی ذات محمد رسول اللہؐ کا باطن ہے اور

محمد رسول اللہؐ کے باطن میں حق تعالیٰ کے ذکر حق تعالیٰ کی محبت اور حق تعالیٰ کے ظہور کے سوائے کوئی چیز نہیں تھی، اور دعوت آپ کی بجز فرائض اور موکدہ سنتوں کے نہیں تھی چنانچہ یہی دعوت محمد رسول اللہؐ کی تھی، اور زبان قال سے محرمات و مکروہات شرعی کو سنانے کی حاجت آپ کو نہ تھی (بلکہ آپ کی عملی زندگی ہی سے یہ سبق سب کو ملتا تھا) اور زبان حال ہی سے مباحات از قسم زوائد وفضولیات سے روک ٹوک کی صورت موجود رہی ہمیشہ صرف ایک مدت کیلئے نہیں بلکہ تمام عمر ایک دو شخصوں کیلئے نہیں بلکہ تمام اشخاص کے لئے۔ پس اللہ کے واسطے اور اللہ کے رسولؐ کی محبت کے واسطے کامل انصاف سے کام لیکر فرمائیں کہ آیا ایسی ذات کا دعویٰ اس کے نفس کی جہت سے ہوگا یا اُس کے رب کے حکم سے اور اُس کے کلمہ کی مشابہت کلمۂ **انا سید ولد آدم** سے ہوگی یا کلمۂ **انا خیر منہٗ** سے اور اس ذات کے خوارق (معجزات) اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں اکثر و بیشتر احوال میں کسی سائل کو زبانِ قال سے التماس کی حاجت نہیں تھی، زبانِ حال سے سوال ہوتا تھا اور زبانِ قال سے جواب ملتا تھا یہ معاملہ صرف مصدقوں کی حد تک نہیں تھا بلکہ منکرین کو بھی ہمیشہ یہی صورت پیش آئی ایک روز چند متعلم جو منکرین سے تھے حضرت مہدیؑ کی مجلس میں آئے اپنے دلوں میں انہوں نے کچھ سوچ لیا تھا اور آزمائش کے لئے بیٹھے تھے حضرت مہدیؑ جو خلق کو دعوت الی اللہ کرنے میں مشغول تھے جوں ہی کہ وہ منکرین آکر بیٹھے حضرتؑ نے ان کی طرف رخ کیا اور یہ آیت پڑھی کہدے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ غیب کی بات جانتا ہوں۔ یہ سنکر اُن منکرین کو سخت حیرت ہوئی انہوں نے جان لیا اور یقین کے ساتھ پالیا کہ یہ ہمارا ہی جواب ہے اور اللہ کی طرف کشش کی تاثیر ان کے دلوں میں اس درجہ رونما ہوئی کہ اس مجلس سے فراغت پانے کے بعد وہ اپنے میں نہیں رہ سکے اور گھروں کو جانے کے راستے بھی بھول گئے اس وقت ان کے دلوں میں یہ بات گذری کہ اسلام یہی ہے باقی جو کچھ ہے ضلالت ہے پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد انہوں نے یہ بات جو دل میں لائی تھی اسی بات کو ضلالت جانا اور ذات مہدیؑ کو جادوگر اور کاہن کا نام دیا اور خلق میں ضال و مضل کہنے لگے اور یہ نامرد دوسرے جوانمردوں کو حضرتؑ کی ملاقات سے روکنے لگے اور کہنے لگے کہ اس مرد سے ملاقات مت کرو کیونکہ یہ جادو کی تاثیر رکھتا ہے اس کا چہرہ دیکھنے کے بعد دل اپنی جگہ پر نہیں رہتا دینی اور دنیاوی تمام کام ابتر ہو جاتے ہیں کئی ایک علماء وصلحاء اور مشائخین گذرے ہیں جن کی صحبت میں علم دینی حاصل ہوتا تھا نماز و روزہ ریاضت اور نوافل کی ترغیب اور دونو جہان کے مقاصد کے حصول کی بشارتیں سبھی کچھ ہوتا تھا اور یہ مجلس عجیب مجلس ہے کہ اس میں دل سب باتوں سے سرد ہو جاتا ہے نہ کوئی دینی کام نظر میں رہتا نہ دنیاوی بلکہ دل میں یہی گذرتا ہے کہ اسلام یہی ہے جو اس مرد نے بیان کیا اس کے بعد پھر اس مجلس میں آنا گناہ ہے اور ہر ایک کو منع کرنا چاہیئے اے عزیز (یہ جاہل منکرین اس حالت جذب الی اللہ سے جور و گرداں ہوئے) تمام اولیاء اور صلحاء سلف وخلف اسی مراقبہ کی حالت کے امیدوار تھے یہ تمام ریاضتیں اور ترک مباحات اسی کے لئے کرتے تھے کہ دل کلمۂ لا الٰہ الا اللہ سے قرار پائے اس جہان اور اُس جہان کی امید وخوف سے دل کو رہائی نصیب ہو، فرمانِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے جو اس جہان میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا اور زیادہ گمراہ ہوگا، پس منکروں میں جس ذات کی تاثیر ایسی ہو مصدقوں میں اُس کی تاثیر کا کیا حال ہوگا الغرض حضرت مہدیؑ کی مراد حضرت رسالت پناہؐ کی تعظیم آپ کے دین کی نصرت اور آپ کی سنت کی اتباع رسوم و بدعات کا ترک ہے پس

جو شخص رسولؐ کی اتباع اور آنحضور کے اوصاف سے متصف ہونے میں سب سے فائق ہو حق کو پایا ہوا اور حق سے ملانے والا ہو ایک ذرہ برابر شرع محمدیؐ کا خلاف اس کی ذات میں نہ پایا جائے بلکہ تمام عادات یعنے کھانے پینے سونے بات چیت کرنے میں تابعِ تام حضرت رسالت پناہؐ کا ہو اس طرح کہ نہ زیادتی کرے نہ کمی اور عبادات میں بھی تابع آنحضرتؐ کا ہو تو اس کا برحق ہونا اجماع سلف و خلف ہی سے ظاہر ہے نہ کہ اخبار احاد سے چنانچہ یہی بات شرح عقائد سے مفہوم ہوتی ہے اس عبارت سے کہ پس بیشک عقل یقین کرتی ہے اس بات کا کہ محال ہے جمع ہونا ان تمام امور کا انبیاء علیہم السلام کے غیر میں اور محال ہے یہ کہ جمع کرے اللہ تعالیٰ ان کمالات کو کسی ایسے شخص کی ذات میں جس کو اپنے پر افترا کرنے والا جانتا ہو پھر یہ بھی کہ اللہ اُسے مہلت دیوے تیئس سال تک پھر غالب کرے اس کے دین کو اور سب ادیان پر اور اس کی مدد کرے اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں اور زندہ رکھے اس کی نشانیوں کو اس کی موت کے بعد روزِ قیامت تک نیز شارح کا قول ہے کہ نبوت و رسالت کا معنی اس کے سوا کچھ نہیں۔ (یہی حال حضرت مہدیؑ کی مہدیت کا ہے)۔

سوال ۴:۔ احادیث صیحہ اور روایات صریحہ سے ثابت ہوا ہے کہ کرتا پہننا حضرت مصطفیٰؐ آپ فرماتے تھے اور عمامہ (دستار) کا پلو چھوڑنا بھی اُس سرور کا عمل تھا اور بزرگان سلف نے فرمایا ہے عادت عبادت حسنیٰ اور زیادہ ہے پس اس پر حضرت مہدیؑ کی پیروی کرنے والوں کا عمل کس لئے نہیں ہے بلکہ یہ لوگ کرتا پہننے اور عمامہ کا پلّو چھوڑنے والوں پر ہنستے ہیں اور اس عمل کو پسند نہیں کرتے باوجود اس کے کہ یہ بات مقرر ہے کہ حضرت مہدی اور آپ کے پیرو حضرت مصطفےٰؐ کی ظاہری اور باطنی پیروی میں اور سب لوگوں سے زیادہ مضبوط رہنے والے ہیں، نیز حضرت میراں کے لوگ پاجامہ اور تہد حدِ سنت سے خارج پہنتے ہیں اور جو کپڑے مسنون ہیں نہیں پہنتے اور لال پیلے کپڑے پہننے سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے اور سنت یہ ہے کہ کرتا اور پائجامہ آدھی پنڈلی تک رہے اگر اس سے گذر جائے تو چاہیئے کہ ٹخنوں کو نہ چھپائے جب ٹخنے چھپ گئے تو کپڑا سنت کی حد سے باہر ہو جاتا ہے اور یہ بات مقرر ہے کہ پرہیزگار کا عمل ہمیشہ زیادہ احتیاط اور بہت زیادہ تقویٰ پر ہوتا ہے نیز یہ بھی ثابت ہے کہ کم سے کم قیمت کا لباس حضرت محمد مصطفےٰؐ اور آپؐ کے صحابۂ باصفاؓ کو پسند تھا قیمتی لباس مالداروں کی پوشاک کی جانب ان کے دل بہت کم مائل ہوتے تھے اور ان کی حقائق بیان کرنے والی زبان نے ہمیشہ مسکینوں کے لباس کی تعریف کی ہے پس چاہیئے کہ اس ناجی گروہ کے پیشوا بھی مسکینوں کے لباس میں رہیں نہ کہ سلاطین کے لباس میں اور خود کو مسکینوں کی شباہت میں رکھیں نہ کہ مانند مالداروں اور بادشاہوں کے رہیں۔

جواب:۔ صحیح حدیثوں صاف وصریح روایتوں سے ثابت ہوا ہے کہ بشری ضروریات کے کام جو مباح (جائز) ہیں اور بندہ کے اختیار میں ہیں یعنے کھانا، پینا، سونا اور گفتگو کرنا حشر کے روز ان کاموں کا بھی محاسبہ (پرسش وحساب) ہوگا، علماء سلف وخلف کی تحریرات جیسے حجۃ الاسلام امام غزالیؒ وغیرہ کا کلام اس معنی پر شاہد ہے اور وہی امور بشری جو مباح ہیں جب بندے کے بلا اختیار وجود میں آئیں جیسے کہ مہمان جس قدر بھی میزبان کے گھر میں اچھی سے اچھی غذائیں کھائے اعلیٰ درجہ کا لباس پہنے لذیذ سے لذیذ شربت

پیے قیامت کے دن اُس کا کوئی محاسبہ نہیں ہے، پس پیغمبرؐ کے فرمانِ ہذا میں اِس لباس کو دوست رکھتا ہوں کا مطلب یہ نہیں کہ اختیار کا مرتبہ ترکِ اختیار سے بہتر ہے اس لئے کہ مہمان کے سامنے میزبان لذیذ کھانا لائے یا اچھا لباس پہننے کو پیش کرے تو اگر مہمان نے یہ کہا کہ میں لذیذ غذا نہیں کھاتا ہوں یا زینت کا لباس نہیں پہنتا ہوں تو پیغمبرؐ کے نزدیک مہمان کی یہ بات قابلِ تعریف نہیں بلکہ ایسا کہنے سے آنحضرتؐ کا منع فرمانا ثابت ہے چنانچہ کتب احادیث وتصانیف سلف سے یہ بات بخوبی روشن ہے، پس پیغمبرؐ کی مراد ان لوگوں کی تعلیم اور تنبیہ تھی جو امور بشری میں اسباب واختیار کو ملحوظ رکھ کر مشغول ہیں (ہر بات میں اپنی پسند اور اپنے اسباب واختیار کو ملحوظ رکھتے ہیں) دوسری مثال یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو یا مالک اپنے غلام وکنیز کو جو کچھ کھلائے یا پہنائے جب تک کہ وہ مباح شرعی کی حد میں رہے اس کی بیوی یا غلام وکنیز کے لئے اُن کھلانے پہننے کی چیزوں کی قیامت کے دن کوئی پرسش نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ سلامتی کی صورت ترک اختیار اور تسلیم میں ہے اور حضرت مہدیؑ نے بشری ضروریات کے عادی اموری تحصیل میں اسباب کی رعایت اور مباحات کے اختیار کو حلال فرمایا اور ترکِ اختیار مباحات مع ترکِ رعایت اسباب کو حلال طیّب فرمایا ہے اور حلال کے لئے آپ نے فرمایا کہ محاسبہ ہے اور حلال طیب کے لئے فرمایا کہ محاسبہ نہیں ہے، حضرت مہدیؑ کا اور گروہِ مہدیؑ کے مقتداؤں کا عمل ترکِ رعایتِ اسباب اور ترکِ اختیار پر ہے اور وہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدیؑ کے پیرو لباسِ مسنون کا ٹھوٹول کرتے ہیں تو نہیں ہرگز نہیں یہ بات غلط ہے یعنی وہ لباس کا ٹھوٹول نہیں کرتے بلکہ اُن لوگوں پر ہنستے ہیں جو محض لباس پہن لینے پر اکتفا کر کے حضرت پیغمبرؐ کے اقوال وافعال کی اتباع کو چھوڑ بیٹھے ہیں، نیک مردوں کا یہ حال نہیں ہوتا، اکثر اس لباس کے پہننے والوں نے اس لباس کو دامِ تزویر (مکر کا پھندہ) بنالیا ہے اپنی فانی مرادوں کی حصول کے لئے اور ان کے احوال کا کھلے طور پر بیان کیا جانا اپنی شکایت جانتے ہیں دیگر وجہ سلیم یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا تو کسی لباس میں بھی رہ یعنے جاہ وشہرت کا طالب نہ رہ اور گمنامی اختیار کر بزرگان سلف رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے ایسا لباس جو شہرت کا باعث ہو جسکے پہننے والے کی طرف انگلی اٹھے اور عام مسلمانوں سے اُسے ممتاز بنادے نہیں پہننا چاہیئے رسالۂ مقاصد حسنہ میں ہے معمر سے روایت ہے کہا کہ میں نے ابوایوب سجستانی کو دیکھا کہ ان کے قمیص کا دامن زمین پر لڑنے کے قریب تھا پس اُن سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ گذشتہ زمانے میں قمیص کا اس طرح لٹکانا شہرت کا باعث تھا اور آج کل اس کا اٹھائے رکھنا شہرت کا باعث ہے اور اس لباس میں وہ آفتیں ہیں ایک تو شہرت ہے اور شہرت کا نہ آفت ہونا مسلّمہ ہے دوسری آفت ریا (ظاہر پرستی) اور عجب (خود بینی) ہے اور ریا تمام کبیر گناہوں میں اکبر اور ہر برائی سے بدتر ہے بلکہ وہی بعینہٖ نفاق ہے اللہ اس سے پناہ میں رکھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک منافقین آگ کے نچلے حصہ میں ہیں اور تفسیر مدارک میں اللہ تعالیٰ کے قول اور وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں کتاب کی الخ کے تحت مذکور ہے جاننا چاہیئے کہ غلام چار طرح کے ہیں ایک تو خادم خانہ ہے جس کو مالک خالص اپنی خدمت کے لئے رکھتا ہے دوسرا مامور بہ تجارت ہے تیسرا عہدی جس کو مالک یہ لکھدیتا ہے کہ تو اپنی اتنی قیمت ادا کردے تو تو آزاد ہے چوتھا نافرمان بھگوڑا ہے پس پہلا اللہ کے اُس ولی کے مانند ہے جو خلق سے کنارہ کش ہوگیا، تنہائی کا گوشہ پسند کیا اور دوسروں سے میل ملاپ کو ترک کرچکا ہے اور دوسرا اس ولی کے مانند ہے جو خلق سے ملتا جلتا ہے اور بارگاہِ الٰہی کا مقرب ہے

لوگوں سے آزمائش کیلئے ملتا ہے اوران کوعبرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور غیرت دلاتا ہے پس وہ اللہ کے رسولؐ کا خلیفہ ہے۔ اللہ کے حکم سے حکم دیتا ہے اللہ کیلئے لیتا ہے اور اللہ کی راہ میں دیتا ہے اور ہر بات اللہ سے سمجھتا ہے اللہ سے ہمکلام ہوتا ہے پس دنیا اُس کی تجارات کا بازار ہے اور عقل اُس کا سرمایہ ہے غضب اور خوشنودی دونو حالتوں میں انصاف اس کا ترازو ہے، ناداری اور تو انگری دونوں حالتوں میں میانہ روی اُس کا نشان ہے اور علم اُس کیلئے ہر ذمہ داری سے فارغ اور ہر ہلاکت سے نچنے کا ذریعہ ہے اور قرآن اس کا اجازت نامہ ہے اس کے مالک کی طرف سے پس وہ لوگوں میں شامل ہے بلحاظ اپنے ظاہری احوال کے پس وہ اُن سے باطنی کنارہ کش ہے اپنے حقوق کے مطالبہ سے جو خدا کی راہ میں ان کے ذمہ ہیں (کسی سے کوئی نفع کا خواہاں نہیں) اور ظاہراً اُن سے ملتا ہے اُن کے حقوق کی ادائی کے لئے جو خدا کی راہ میں اس کے ذمہ میں وہ زندگی بسر کرنے میں ان کے حق میں خالص سونے کی کان ہے (جس سے سب مستفید ہوتے ہیں) وہ وہی کھاتا ہے جو سب کھاتے ہیں اور وہی پیتا ہے جو سب پیتے ہیں اور وہ جانتے نہیں کہ وہ اللہ کا مہمان ہے آسمانوں اور زمین کو اللہ کے حکم سے قائم دیکھتا ہے گویا کہ اُسی کی تعریف میں یہ کہا گیا ہے۔

(ترجمہ شعر)

تو جو لوگوں میں ہے سب لوگوں سے فائق کیا عجیب

مِسک ہے خون ہرن پر خون ہے ممتاز ہے

پس خلق سے کنارہ کش ولی کا حال پاکیزہ تر اور

روشن تر ہے اور خلق سے ملنے جلنے والے ولی کا حال

کامل تر اور اعلیٰ تر ہے خداوند تعالیٰ کے حضور میں پہلے کا مقام دوسرے کے نسبت کرتے ایسا ہے جیسا کہ کسی بادشاہ کے پاس مصاحب کا مقام ہے وزیر کے مقابلہ میں نبیؐ ہر دو جہت سے بزرگ ہیں دونو جوہروں کا معدن، دونوں حالتوں کو جامع دونوں فیض کی نہروں کا منبع ہیں پس آپ کے احوال کا باطن ولی عزلت کی راہ یابی کا ذریعہ ہے اور آپ کے اعمال کا ظاہر ولیِ عشرت کیلئے رہنما ہے، اور تیسرا غلام مکاتب یا عہدی مانند اُس مرد مجاہد کے ہے جو اپنے نفس کے محاسبہ میں لگا ہے جس کے ذمہ اقسام کے مطالبہ ہیں مانند مقررہ اقساط کے پس ایک دن رات میں اس کے ذمہ پانچ (نمازیں) ہیں اور دوسو کی رقم میں سے پانچ کی ادائی (زکوٰۃ) ہے اور ایک سال میں ایک مہینہ (رمضان کے روزوں کا) ہے اور تمام عمر میں ایک دورہ (حج کا) ہے پس گویا کہ اُس نے اپنی ذات خرید لی ہے اپنے رب سے ان مقررہ اقساط سے پس کوشاں ہے اپنی گردن چھڑانے میں اس ڈر سے کہ غلامی کی ڈوری میں ہمیشہ بندھا ہوا رہ جائے اور اس خواہش سے کہ آزادی کی کشادگی میں جنت کے باغوں میں آرام کی سانس لے، اپنی تمناؤں سے بہرہ مند ہو اور اپنی خواہش سے جو چاہے کرے، اور چوتھا نافرمان بھگوڑا غلام ہے اس کے مانند لوگوں میں بہت ہیں پس انہی میں سے ظالم قاضی، عالم بےعمل، ریاکار قاری (لوگوں کو دکھانے کے لئے خوش الحانی سے قرآن پڑھنے والا) اور واعظ جو اپنے کہے پر خود عمل نہیں کرتا، اور اس

کے اکثر اقوال فضول ہوتے ہیں اور وہ ہر اس شخص پر جس سے اس کو کچھ نفع نہیں پہنچتا حملہ کر بیٹھتا ہے اور جو چور، زانی اور غاصبین (حق تلفی کرنے والے) ہیں اُن کا تو ذکر ہی کیا ہے (کہ وہ نافرمان غلام کے مانند نہیں بلکہ اس سے بھی بدتر ہیں) اور سابق الذکر علماء (ظالم قاضی، ریا کار قاری، اور لالچی واعظ) ہی کی نسبت نبیؐ نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد ایسے لوگوں سے بھی کرے گا جن کو آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اس آیت کے اس جگہ لکھنے سے مقصود ایک دوسری ہی بات ہے کہ جو نام کے دیندار ہیں آخرت میں مستحق نار اور دونو جہان میں خوار ہیں، اے پروردگار ہم کو ان میں شامل نہ کر دے ہمارا شمار ان سے قبل کے لوگوں میں کر، صاحبانِ تمیز پر یہ بات ظاہر ہے کہ مومن کے لئے دنیا کی رغبت بدترین چیز ہے خصوصاً ایسی رغبت جبکہ لباسِ صلاح یا عملِ فلاح کے ذریعہ ہو بعینہٖ کفر کی حالت ہے (یعنے دنیا والوں پر اپنا اثر بٹھانے اور ان کو اپنی طرف رجوع کرنے کی خاطر اچھے کپڑے پہننا یا اچھا عمل کرنا دنیا کی رغبت ہے اور دنیا کی رغبت کفر ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص دنیا کا طالب ہو ہم جلد دیتے ہیں اس کو اسی میں جتنا چاہیں جسے چاہیں پھر ہم نے ٹھیرا رکھی ہے اس کے لئے دوزخ اس میں داخل ہوگا برے حالوں راندۂ درگاہ ہوکر۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جس نے آخرت چاہی اور اس کے لئے کوشش کی جو کوشش اس کے لائق تھی اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی ہیں جن کی کوشش مقبول ہے اے عزیز آخرت کی نعمت حاصل کرنے کے لئے اس آیت میں ایمان کے ساتھ کوشش کی شرط لگادی گئی ہے محض ارادہ اور تمنا پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے اور جہنم کے درکات میں پہنچنے میں کوشش کا ذکر نہیں ہوا ہے بلکہ محض دنیا کی خاطر نیک عمل کے اردے سے ہی ہے عامل کا ایمان سلب ہوجاتا اور وہ دوزخ کی آگ میں جلنے کے قابل ہوجاتا ہے اسی لئے نوافل میں اگر دکھاوے اور ظاہر پرستی کا خوف ہو تو نوافل کو ترک کرنا لازم ہے اور اگر فرائض میں یا مقررہ موکدہ سنتوں میں ایسا خوف ہو بھی تو فرائض اور سنتوں کو نہیں چھوڑنا چاہیئے کیونکہ بندہ ان میں مختار نہیں ہے بلکہ ان کی ادائی میں ظاہر پرستی کے خیال کو چھوڑنا چاہیئے یہی مفہوم بزرگانِ سلف رضی اللہ عنہم کی تحریرات کا ہے، اے عزیز یہ بات روشن ہے کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کمبل اور نمدہ کا لباس پہنتے تھے اس لئے کہ شہرت سے دوری کا سبب یہی لباسِ مسکنت ہے اور اس ملک میں یہی لباس شہرت اور بزرگی کا موجب ہے، اس عزیز نے لکھا ہے کہ تقویٰ یہی ہے بلکہ پیغمبرؐ کے صحابہؓ کی سنت ہے کہ مومن کا میلان اولی لباس اور ایسے لباس کی طرف رہے جو غربت ظاہر کرے اور حضرت مہدیؑ کے پیرو ایسا میلان نہیں رکھتے ہیں بلکہ وہ نبیؐ سے جس عمل کی رخصت ثابت ہے وہ نہیں کرتے ہیں پس جو لوگ مالداروں اور بادشاہوں کا لباس پہنتے ہیں وہ مہدیؑ کے تابع کیونکر ہونگے وہ تو قارون اور فرعون کے تابع ہونگے اور یہ آیت کہ پس نکلا وہ اپنی قوم کے سامنے زیب وزینت کے ساتھ ان کے حال پر گواہ ہے۔ (جواب) اے بھائی پیغمبر خداؐ نے اسلام کی طرف دعوت کی ہے مسکینوں کے لباس، مسکینوں کے کھانے مسکینوں کے بود و باش کے جھونپڑوں کی رغبت ظاہر کی ہے یہی رغبت مالداروں اور بادشاہوں کے حق میں عبادت ہے اور عابد (جو ہمہ تن خدا کا ہو چکا ہے اُس) کے لئے یہ کوئی مرتبۂ عبادت نہیں ہے، سب پیغمبرؑ اللہ کے ایسے بندے ہیں جو بشریت سے بالکل گم رہے امت کی تعلیم کے لئے بھیجے گئے ان کو یہ حکم رہا کہ لوگوں سے ان کی سمجھ کے موافق کلام کریں پس جو لوگ (زیب وزینت کے) لباس کی قید میں رہتے ہیں اُن کی رہنمائی پیغمبرؑ نے مسکینوں کے لباس کی طرف کی ہے

اور فرمایا ہے کہ مسکینی کے لباس میں رہو تا کہ قیامت کے روز تمہیں اس کا اجر ملے، کیونکہ یہی لباس ماداروں کے حق میں عبادت ہے اور جو لوگ عبودیت کا مرتبہ رکھتے ہین (ہمہ تن خدا کے ہو چکے ہیں) اور تدبیر معیشت کو چھوڑ چکے ہیں اور جملہ بشری ضروریات میں اپنے کام خدا کے حوالہ کر چکے ہیں اور خدائے تعالیٰ کی وکالت (ذمہ داری) سے راضی ہو چکے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے مالک ہے مشرق اور مغرب کا کوئی معبود نہیں اس کے سوا تو اسی کو کارساز بنا۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے اللہ پیدا کرتا ہے اس کے لئے سبیل اور اس کو وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جہاں اس کو گمان بھی نہ ہو۔ اور انہی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس گروہ کے لوگ قیامت کے دن بغیر کسی حساب کے جنت میں جائیں گے کیونکہ حساب کا تعلق آزادوں سے ہے نہ کہ مملوکوں سے ان لوگوں نے مملوکوں کی صفت لی اور عبودیت کی حالت میں دنیا میں زندگانی کی، محققین سلف وخلف کی تصانیف میں یہ بات مقرر و ثابت ہے کہ عبودیت کا مرتبہ عبادت کے مرتبہ سے بلند تر ہے جملہ پیغمبرؑ بے شک وشبہ عبودیت کا مرتبہ رکھنے والے ہوئے ہیں عبادات اور عادات کی قسم سے جو کچھ وہ کرتے ہیں عبادت ہو یا عادت خدائے تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں بشری یا ملکی رغبت سے کچھ نہیں کرتے اسی جہت سے ان کا مرتبہ ملائک سے بلند تر ہوا ہے نہ کہ فقط عبادت سے، وہ بجائے خود محبت حق اور دیدارِ حق میں مستغرق (ڈوبے ہوے) ہیں اور عبادات اور عادات سے فارغ البال ہیں لیکن چونکہ خلق کی تعلیم کے لئے بھیجے گئے ہیں بتدریج (آہستہ آہستہ احکام خدا سنا کر) خلق کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ اے عزیز محققینِ سلف وخلف کا اجماع اس بات پر ہے کہ جملہ پیغمبر صلوات اللہ علیہم اجمعین مرتبۂ ولایت کی تکمیل کر کے خلق کی طرف مبعوث ہوئے اور نبوت خلعت سے مشرف ہوئے پس انصاف سے کہنا چاہیئے کہ پیغمبروں کو پیغمبری سے پہلے ولایت کے مرتبہ میں کمال کس عبادت اور کس عادت سے حاصل ہوا تھا کلام مجید وفرقانِ حمید سے یہ ثابت ہوا ہے کہ پیغمبرؑ کو پیغمبری سے پہلے نہ نماز معلوم تھی نہ روزہ نہ تسبیح نہ حلال نہ حرام نہ فرض نہ واجب نہ امر نہ نہی نہ وعدہ نہ وعید نہ جنت نہ دوزخ نہ مرتبۂ ولایت اور نہ مرتبۂ نبوت (ماكنت تدری ماالكتاب و لاالایمان)۔ تو نہ جانتا تھا کہ کیا چیز ہے کتاب اور نہ یہ جانتا تھا کہ ایمان کیا ہے۔ اس پر شاہد ہے اور یہ سخن بلند ہے اور عوام کے ادراک سے محفوظ اعوام الناس اس کو نہیں پا سکتے، اولیاءِ حق جو مرتبۂ عبودیت میں ہیں ایسی سنتوں کی بحث اُن سے کرنی جو سنتیں موکدہ نہیں ہیں بلکہ زوائد میں خطا ہے اور ترکِ ادب ہے اے عزیز یہ ایک امر محال ہے کہ ہر ایک ولی نبیؑ کے قدم بقدم ہو اللہ کے ساتھ مشغول ہونے میں اور اللہ کی طرف بلانے میں اور اس کی قوم کا معاملہ اس کے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ امت کا معاملہ نبیؑ کے ساتھ رہا، جھٹلانے میں، تصدیق کرنے میں رنج اور ایذا رسانی میں، محبت میں، اور عداوت میں اس طرح کہ اس کی ذات بعینہٖ نبیؑ کی ذات ہو، بلکہ اُس کی نیند نبیؑ کی نیند کے مانند، اُس کا کھانا پینا نبیؑ کے کھانے پینے کے مانند اس کا بیاہ نبیؑ کے بیاہ کے مانند، اس کی ناداری نبیؑ کی ناداری کے مانند، اس کی تونگری نبیؑ کی تونگری کے مانند، اس کا گریہ وزاری نبیؑ کے گریہ وزاری کے مانند اس کا تبسم نبیؑ کے تبسم کے مانند، اس کا ملال نبیؑ کے ملال کے مانند، اُس کی خوشی نبیؑ کی خوشی کے مانند، اس کی ہمت نبیؑ کی ہمت کے مانند، اس کی بہادری نبیؑ کی بہادری کے مانند اس کا توکل نبیؑ کے توکل کے مانند، اس کی غربت نبیؑ کی غربت کے مانند اُس کی سلطنت نبیؑ کی سلطنت (اقتدار) کے مانند ہو بغیر کسی زیادتی اور کمی کے دیگر تمام صفات نبوی اور احوال و

اخلاق مصطفوی سے موصوف ہو بجز امامِ آخرالزماں کے جو معروف بہ خطاب مہدیِ موعود ہے علیہ التحیۃ والسلام اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور آپ کی پیروی کے جذبہ کو ترقی دے نبیؐ اور نبیؐ کی آلِ بزرگوار کی بزرگی کے وسیلہ ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مہدیؑ کے پیرو تہمد اور پاجامہ دراز پہنتے ہیں یہاں تک کہ ٹخنے ڈھک جاتے ہیں تو یہ محض بہتان ہے اگر کبھی ایسا ہوا بھی تو بے خبری میں ہوا اور جب آگاہ ہوئے تو حدّ شرعی سے زائد مقدار پھاڑ کر انہوں نے دور کی ہے، معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مہدیؑ ہمیشہ رات اور دن تنہائی میں ہوں یا جماعت میں تمام بشری اور ملکی کاموں سے بے خبر رہتے تھے فرائض کی ادائی کے اوقات میں اوامر کی بجا آوری کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے آگاہی دیجاتی تھی بغیر کسی بشر کے واسطہ کے آپ اٹھتے تھے تاکہ فرائض عبادت ادا فرما سکیں دعوتِ خلق بشری ضروری امور حقوق خانہ داری انہی اوقات میں پورے ہوتے تھے، اگر مفروضہ اوقات کے سوا کسی وقت کوئی شخص تربیت و تلقین پانے کے لئے پیش ہوتا یا کسی امرِ مشکل کا حل طلب کرتا تو جس طرح کسی شخص کو گہری نیند سے ہوشیار کرتے ہیں اس طرح آنحضرتؐ کو متوجہ کرنا پڑتا تھا ایک دو بار نہیں ایک دو سال نہیں بلکہ تمام عمر آخری سانس تک یہی کیفیت رہی مقصود اس بیان سے یہ نہیں ہے کہ ہمیشہ بے خبری کے عالم میں آداب شرعی آپ سے فوت ہوئے اللہ بزرگ و برتر کی پناہ وہ ذات پاک اللہ کی تعلیم ہی سے تمام آدابِ شرعی سے آراستہ رہی اور اگر کوئی ادب شرعی بے خبری کے عالم میں فوت ہوا بھی تو اس حکم الٰہی کا مصداق ہے کہ نہیں پکڑ کرے گا تم سے اللہ تمہاری قسموں میں بلا ارادہ قسم پر لیکن پکڑ کرے گا اُن قسموں پر جن کا ارادہ کیا تمہارے دلوں نے۔

سوال ۵:۔ جو شخص زبانِ عرب کے قواعد اور علومِ ادبی میں مہارت نہ رکھتا ہو، تنزیل (وحی) کے اقسام اور تاویل (معانیِ فرقان کا بیان) اس کے لئے حرام ہوگا چنانچہ صحیح احادیث واضح روایات اس معنی پر شاہد (اس قول پر گواہ ہیں) اور اس حقیقتِ حال کا پتہ دیتی ہیں۔

جواب:۔ اس بارے میں کیا کہا جائے گا کہ ایک مرد صاحب خبر عالم عربی زبان کی ترکیبوں اور اصولوں کا اور ماہر تمام علوم ادبی کا ہے اور وہ پند و نصیحت کرتا ہے، آیاتِ قرآن سناتا ہے اور سننے والوں میں ایک شخص قرآن پڑھا ہوا بھی حاضر ہے وہ بیان قرآن سنتا اور آیات وعدہ اور وعید جو کچھ سنتا ہے یاد رکھتا ہے اور ہر آیت کے معانی بھی بار بار سنکر الفاظ آیات کے ساتھ ساتھ اُس نے یاد کر لئے ہیں ایسے شخص کو جو علوم ادبی میں ماہر نہیں ہے اپنے اہل و عیال اور اپنے ساتھیوں کے درمیان اُن آیات اور اُن کے معانی کو جو اس نے یاد کر لئے ہیں سنانا جائز ہوگا یا حرام ہوگا؟ اگر حرام کہیں تو یہ بات اہلِ سنت والجماعت کے اجماع کے خلاف علماء و صلحاء سلفؒ کے عمل کے خلاف ہوگی کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام مسلمان اپنی عورتوں کو واعظوں کے سامنے لاکر قرآن کا بیان سنائیں اس لئے کہ بیانِ قرآن سننا فرضِ عین ہے پس معلوم ہوا کہ اُن حدیثوں اور روایتوں کا (جو بے علم کے لئے بیان قرآن جائز نہونے کے بارے میں ہیں) مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو بیانِ قرآن کی قابلیت رکھنے والے کسی شخص کی صحبت اور ملازمت حاصل نہوئی ہو اس کے لئے بیانِ قرآن حرام ہے آمنا و صدقنا۔ اگر ہم مطلقاً اس کو حرام کہیں تو اس سے سلف صالحینؒ کا خلاف لازم آئے گا۔

سوآل ٦:۔ حضرت میرانجی نے فاتحہ ودرود پڑھنا کھانے کی کسی چیز پر جوروح میت (کے ایصال ثواب) کے لئے بناتے ہیں یا کسی مٹھائی پر جواس مقصد کیلئے ہواس کا پیش کرنے والا خواہ فاتحہ خوانی کا التماس کرے یا نہ کرے روا رکھتا ہے یا نہیں اور جب کسی مومن کی تعزیت کیلئے (اس کے اقربا کے پاس) گئے تو اس کی روح پر فاتحہ پڑھے یا نہیں یا اس کو حضرتؑ نے جائز رکھا یا نہیں۔

جواب:۔ ایصال ثواب بہ روح میت کی نیت کا کھانا کھانے کے بعد کھلانے والے کے التماس کے بغیر فاتحہ ودرود پڑھنا (دعاء مغفرت کرنا) ثابت ہے لیکن ہمیشہ ایسی عادت نہیں رہی یعنی بطریق لزوم اس طرح فاتحہ حضرتؑ نے نہیں پڑھی پس جو امر لازم نہیں ہے اُس کے لزوم کو ترک کرنا ہی لازم ہے کیونکہ اس کو لازم کر لینا پیغمبرؐ کے ادب کو ترک کرنا ہے جو کچھ خدا اور رسولِ خداؐ نے لازم نہیں کیا اس کو لازم کر لینا دین کا خلاف اور صراط مستقیم سے کناہ کشی ہے اگر بغیر لازمی قرار دینے کے کسی نے کبھی ایسا کیا تو اس کو کوئی اندیشہ نہیں ہے بلکہ موجب اجر ہے اور اگر یہی عمل بطریق لزوم ہو تو گناہ کا موجب ہے فرمانِ نبیؐ جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی الخ اس کے حق میں ثابت ہے چنانچہ گنتی کا آلہ جو تسبیح ہے موسوم ہے اور صف یعنی جانماز یا مصلّٰی (کپڑے یا حصیر کا منقش یا غیر منقش) یہی حکم رکھتا ہے اگر بطریق مباح (جائز) ہونے کے استعمال میں آئے تو واقعی مباح ہے اور بطریق لزوم کے ہے تو بدعت اور گمراہی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے الخ کی وعید اس کے حق میں کامل ہے چنانچہ یہی بات مفہوم ہے سلفؒ کی تصانیف سے ۔

سوآل ٧:۔ تارورود (باجے) کے ساتھ جو گانا ہو اس کا سننا چاروں مذہبوں میں حرام ہے اور جو گانا بغیر باجے کے ہو وہ بھی امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مذہب میں اکثر روایات صحیحہ کی بناء پر جن پر فتوے جاری ہوئے ہیں حرام ہے اور حضرت میراں نے چاروں ائمہ کی مدح فرمائی ہے اور ان کی بہت تعریف وتوصیف کی ہے اور امام اعظم کے واصل باللہ ہونے کے آپ قائل ہوئے ہیں اور یہ امر ثابت ہے کہ اہلِ تقویٰ کا عمل ایسی بات پر ہوتا ہے جو زیادہ احتیاط والی اور زیادہ مناسب ہو پس یہ کس طرح ہے کہ حضرت میراںؑ کے بعضے لوگ باجے کے ساتھ گانا سنتے ہیں اور خود کو اس روش سے دور نہیں رکھتے پس جو کچھ دلائل اصولی اور شواہد عقلی اور نقلی اور واصلینِ حق کی ہدایتوں سے اس بارے میں تحقیق ہوئی ہے تحریر فرمائیں اور اس مسکین بے تسکین کی تسلّی کریں کیونکہ یہ حقیر ذرّہ نظیر ہمیشہ خالص انصاف کی وادی میں گھومتا ہے تعصب (بے جا طرفداری) اور کج روی کے جنگلوں سے دور دور رہتا ہے آپ کا سایۂ ارشاد قائم و دائم رہے نبیؐ اور آلِ بزرگوار نبیؐ کے وسیلہ سے اور سلام بہ اکرام آپ پر اول وآخر۔

جواب:۔ اعتراض اور اختلاف گانے کے بارے میں تبع تابعینؒ کے دور سے ہمارے آج کے دور تک چلا آرہا ہے بعضے اس میں مبتلا ہیں اور بعضے اس سے پرہیز کرتے ہیں اور دونو جانب کئی رسالے اب تک تصنیف ہو چکے ہیں، لطف عام سے کام لیکر جیسا کہ آپ نے اس عمل کا انکار کرنے والوں کی کتابیں دیکھی ہیں ویسے ہی اس عمل میں مبتلا ہونے والوں کے کلمات بھی مطالعہ فرمائیں ان کے احوال ان کے اعمال ان کا تقویٰ ان کی تحریرات سے بتحقیق معلوم کریں اور ان کو آداب شرعیہ سے آراستہ جانیں تو آپ گھاٹے

میں پڑنے والوں میں نہ ہونگے انکار کی مصیبت سے رہائی پائیں گے کیونکہ اولیاءاللہ کے مقابلہ میں انکار بڑی بدبختی ہے اور یہ انکار ان کی صحبت میں رہنے اوران کے اعمال واحوال سے پوری طرح واقف ہونے کے بغیر دور نہیں ہوتا، یہ علما عامل ہوئے ہیں نہ کہ سالکانِ جاہل بہترین کلام وہ ہے جو قلیل ہو اور بادلیل ہو، اے پروردگار ہم کو اُن لوگوں میں رکھ جو بات سنتے ہیں پھر چلتے ہیں بہتر بات پر یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہی ہیں عقل والے۔ حضرت مہدیؑ اور آنحضرتؐ کے پیرو اس کام میں مبتلا ہونے والوں میں نہیں ہیں بلکہ نقل ہے کہ ایک شخص نے حضرت مہدیؑ سے سوال کیا کہ یہ کیا راز ہے کہ اولیاءاللہ گانا سنتے ہیں تو وجد میں آتے ہیں یہ سنکر حضرتؑ نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا کہ یہ کیسی محبت ہے جو رباب کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے یا بڑھتی ہے پس معلوم ہوا کہ اولیاءاللہ جو گانا سنتے تھے محبتِ الٰہی حاصل ہونے یا اس میں اضافہ ہونے دیدار الٰہی میں استغراق (گم گشتگی) کی کیفیت نصیب ہونے اور ماسوی اللہ (غیر اللہ) بے نیاز ہوجانے کیلئے سنتے تھے کیونکہ خود کا بُھلا دینا (خدا میں محو ہوجانا) ہی ان کی سب سے بڑی عبادت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بھول میں ہو نیز فرمانِ حق تعالیٰ ہے اور یاد کر اپنے رب کا نام اور ہوجا اُسی کا تبتل کا معنی (دنیا سے منقطع ہوکر خدا کا ہوجانا) تفسیر سے ظاہر ہے یہ لوگ تبتل حاصل ہونے کیلئے جو کچھ کرتے ہیں ایسے طریقے سے اور اُن شرائط سے کہ شرع کی حد سے قدم آگے نہیں بڑھاتے اور ان پر ایسا گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ شہوت اور غفلت ان پر اس قدر غالب ہوگئی کہ وہ شرع کی حد سے تجاوز کریں، ہاں اولیاءاللہؒ بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شرع کی حد سے تجاوز بھی کیا ہے انہوں نے یہ تجاوز کیا کہ رقتِ قلب حاصل کرنے کیلئے پاک چیزوں کو بھی اپنے پر حرام کرلیا یہاں تک کہ ان کے حق میں یہ فرمان الٰہی نازل ہوا اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ حرام کرلو ستھری چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کردی اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا، اولیاءاللہ کے لئے یہ عتاب ہے اس آیت کا شانِ نزول مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ لہوالحدیث کیا ہے اور اس میں یہ لوگ کیسے مشغول ہوسکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہے جو مول لیتا ہے کھیل کی باتوں کو تاکہ بہکادے اللہ کے راستے سے بغیر سمجھے۔ اور اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے یا قرآن پڑھتا ہے بے بی کے ساتھ تو یہی الہوالحدیث ہے اور وہ اس نماز وتلاوت سے وہ مستحق سزا کا ہوتا ہے نہ کہ ثواب کا، اے پروردگار مجھے سکھلادے میرا سیدھا راستہ اور بچا مجھے میرے نفس کے شر سے اے پروردگار دکھلا ہمیں سیدھا راستہ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے نعمت نازل فرمائی نہ کہ اُن کا جن پر تو نے غضب کیا۔ اور سلام آپ پر اور آپ کے پاس والوں پر اور رحمت ہو اللہ کی اور اُس کی برکتیں اور درود نازل فرمائے اللہ اپنے خیرِ خلق محمدؐ اور آپ کی سب آل پر۔